خصوصی مطالعہ

محمد الیاس خان

قازقستان : تاریخ، استعماری ورثہ اور مستقبل کی صورت گری (۱)

مقدمہ

سرد جنگ کے دوران کرہ ارض کے قطب شرقی کی نمائندگی کی دعویدار سپر پاور سابق سوویت یونین کے انہدام کے نتیجے میں جن ریاستوں کو آزادی ملی ان میں منجملہ دیگر مسلم ریاستوں کے یورپ کے سنگم پر واقع، رقبہ کے لحاظ سے عالم اسلام کی سب سے بڑی ریاست قازقستان بھی شامل ہے۔ قازقستان مغرب میں بحیرہ کیسپین (بحیرہ خذر) اور دشتِ قپچاق سے لے کر مشرق میں صحرائے قزل قوم تک اور اس سے بھی آگے تاشقند اور سمرقند کے نخلستانی شہروں کے مضافات تک کے وسیع و عریض علاقوں پر مشتمل ہے۔

اس کا مجموعی رقبہ ستائیس لاکھ سترہ ہزار تین سو مربع کلو میٹر ہے۔ قازقستان مغرب سے مشرق تک تین ہزار کلو میٹر اور شمال سے جنوب تک دو ہزار کلو میٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کے سرحدی ممالک میں روس، چین اور منگولیا کے علاوہ کرغیزستان، ازبکستان اور ترکمنستان شامل ہیں۔ مغرب میں اس کی سرحدیں بحیرہ کیسپین (قزوین یا خذر) سے متصل ہیں[۱]۔

وسطی ایشیا کی دیگر نو آزاد مسلم ریاستوں کے برعکس موجودہ قازقستان اور اس میں شامل علاقوں کا ماضی خصوصاً مسلمانوں کے لیے تاریخ کے دبیز پردوں میں چھپا رہا ہے۔ نہ تو قازق، قزاق یا قزاخ نام سے کسی بھی قوم یا مجموعہ قبائل کا ذکر اسلامی تاریخ کی عربی اور فارسی زبانوں میں مدون مجلدات میں جگہ پا سکا ہے اور نہ ہی موجودہ قازقستان میں شامل علاقوں کے قصبات اور شہروں کے مفصل احوال و آثار مسلم مؤرخین اور جغرافیہ دانوں کی توجہ کا مرکز بن سکے۔ اس کے برعکس یوں لگتا ہے قازق قوم اور قازق علاقے اسلامی تاریخ کا حصہ ہی نہ رہے ہوں۔

ایسا کیوں ہے؟ اولاً قازقستان زمانہ قدیم سے خانہ بدوش قبائل کا مسکن رہا ہے، جو مشرق